حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

امیر معاویہ پر ایک نظر

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۳۹۱ھ

ناشر: جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

حضرت اَمِیر مُعَاوِیَہ رضی اللہ عنہ

امیر معاویہ پر ایک نظر

مُصنِّف

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 1391ھ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

Ph:2439799

نام کتاب:- امیر معاویہ پر ایک نظر

مصنف:- حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات:- 96

تعداد:- 2000

سن اشاعت:- ماہ جون 2006ء جمادی الاول 1427ھ

سلسلہ مفت اشاعت نمبر:- 146

ناشر:- جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

Ph:2439799

رضی اللہ عنہ کی امارت کو برا نہ سمجھو کیوں کہ میرے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مستقل امیر ہو جائیں گے اور امیر معاویہ کے بعد ایسے فتنے ہوں گے کہ تم سروں کو نیزوں پر دیکھو گے۔ (کتاب الناھیہ) پھر آپ کوفہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں ہی آخری دم تک مقیم رہے (صواعق محرقہ) اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کمال علم معلوم ہوا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہو کر رہا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت امام حسن زندہ ہوتے تو وہ ہی خلیفہ مستقل ہوتے نیز اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید کا ہی خلیفہ بنانا مقصود تھا تو یہ شرط ہرگز قبول نہ فرماتے اور اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہلِ بیت کے دشمن ہوتے تو امام حسن کی خلافت پر اپنے بعد کبھی راضی نہ ہوتے۔ علامہ ابو اسحاق نے اپنی کتاب "نور العین فی مشہد الحسین" میں مبادیاتِ شہادت میں لکھا کہ امیر معاویہ نے امام حسین کو حاکم مدینہ مقرر فرمایا پھر آپ کو تمام شاہی خزانہ کا مہتمم و مالک بنا دیا۔ بلکہ کچھ عرصہ بعد امیر معاویہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ دمشق لے گئے مع تمام اولاد کے اور وہاں آپ کو ہی سلطنت کا مختار عام بنایا۔

اسی کتاب "نور العین فی مشہد الحسین" میں امیر معاویہ کی وصیتیں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیں جن میں سے کچھ کا ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔

جب امیر معاویہ کا وقت وفات قریب آیا تو یزید نے پوچھا کہ ابا جان! آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ تو آپ نے کہا کہ خلیفہ تو تو ہی بنے گا مگر جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سن۔ کوئی کام امام حسین کے مشورہ کے بغیر نہ کرنا (یعنی وہ تیرے وزیر اعظم ہیں)۔ انہیں کھلائے بغیر نہ کھانا، انہیں پلائے بغیر نہ پینا، سب سے پہلے ان پر خرچ کرنا پھر کسی اور پر پہلے انہیں پہنانا پھر خود پہننا۔ میں تجھے امام حسین ان کے گھر والوں، ان کے کنبے بلکہ سارے بنی ہاشم کے لئے اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

اے بیٹے! خلافت میں ہمارا حق نہیں وہ امام حسین، ان کے والد اور ان کے اہلِ بیت کا حق ہے تو چند روز خلیفہ رہنا پھر جب امام حسین پورے کمال کو پہنچ جائیں تو پھر وہ ہی خلیفہ ہوں گے

یا جسے وہ چاہیں تا کہ خلافت اپنی جگہ پہنچ جائے۔ ہم سب امام حسین اور ان کے نانا کے غلام ہیں انہیں ناراض نہ کرنا ورنہ تجھ پر اللہ و رسول ناراض ہوں گے اور پھر تیری شفاعت کون کرے گا؟

یہ وصیت نامہ بہت دراز ہے۔ اب غور کیجئے کہ دیگر تواریخ کیا کہہ رہی ہیں اور یہ تاریخ کیا بتا رہی ہے۔

اعتراض (۷):۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن کو زہر دلوایا جس سے آپ کی شہادت ہوئی یہ کام بھی یزید کی خلافت کے لئے کیا گیا۔

جواب:۔ جی ہاں! آپ کو بذریعہ وحی یہ غیب کا علم ہو گیا ہوگا وہ بھی چودہ سو برس کے بعد یا آپ عالم غیب سے دیکھ رہے ہوں گے خود اس زمانہ میں تو امام حسین رضی اللہ عنہ تک کو زہر دینے والے کا پتہ نہ لگ سکا اس لئے آپ کسی کو سزا نہ دے سکے بلکہ جب امام حسین نے امام حسن سے دریافت فرمایا تو امام حسن نے جواب دیا کہ جس کے متعلق میرا خیال ہے اگر اس نے مجھے زہر دیا ہے تو اللہ اس کو سزا دے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو تم کیوں کسی کو بے قصور سزا دو۔ اب کہئے آپ کو کونسا الہام ہو گیا اسی کا نام بدگمانی ہے جو سخت جرم ہے۔ رب فرماتا ہے: ﴿اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ جب مسلمان پر بدگمانی گناہ ہے تو صحابی رسول پر بدگمانی بدترین گناہ۔

اعتراض (۸):۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے بھی تھے اور لوگوں سے گالیاں دلواتے بھی تھے۔ چنانچہ "مسلم شریف" میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے روایت ہے کہ مجھ سے امیر معاویہ نے ایک دفعہ کہا مَامَنَعَکَ اِنَّ تَسُبَّ اَبَا تُرَابٍ تم علی کو گالی کیوں نہیں دیتے۔ حضرت سعد نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ سے حضرت علی کے متعلق تین باتیں سنی ہیں کبھی انہیں گالی نہ دوں گا۔ ایک یہ کہ حضور نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون"، دوسرے یہ کہ حضور نے خیبر کے دن فرمایا کہ "میں اسے جھنڈا دوں گا جو اللہ رسول کو پیارا ہے اور اللہ رسول اسے پیارے ہیں"۔ تیسرے یہ کہ جب مباہلہ کی

آیت اتری تو حضور، علی، فاطمہ، حسن وحسین کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

اور ظاہر ہے کہ اہلِ بیت کو گالیاں دینا بھی فسق ہے اور گالی دلوانا بھی فسق لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فاسق ہیں۔

جواب:۔ آپ نے حدیث کو صحیح سمجھا نہیں، عربی زبان میں "سب" صرف گالی کو نہیں کہتے بلکہ برا کہنے کو بھی "سب" کہتے ہیں۔ رب فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا م بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الانعام: ۶/۱۰۸) تم انہیں برا نہ کہو جن کی یہ مشرکین خدا کے سوا پوجا کرتے ہیں ورنہ یہ خدا کو بے علم برا کہیں گے۔

یہاں "سب" کا معنی گالیاں نہیں کیوں کہ صحابہ کرام فحش گالی نہیں دیا کرتے تھے بہت بڑے مہذب بزرگ تھے یہاں "سب" کے معنی برا کہنا ہے، سرکار فرماتے ہیں: فَأَيَّ مُسْلِمٍ لَعَنْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ لَهُ زَكٰوةً وَرَحْمَةً پس جس مسلمان کو میں لعنت کروں یا برا کہوں تو اس کے لئے پاکی اور رحمت بنادے۔

یہاں "سب" کے معنی گالی دینا نہیں کیوں کہ آقائے دوجہان ﷺ کی زبان مبارک پر کبھی گالی نہ آئی نہ آسکتی تھی۔ امیر معاویہ نے حضرت سعد کو سیدنا علی کو گالی دینے کا حکم نہ دیا بلکہ وجہ پوچھی کہ تم علی مرتضی کی کوئی غلطی یا خطا کیوں نہیں بیان کرتے اور منشا یہ تھا کہ حصرت سعد حضرت علی کے فضائل بیان کریں اور حضرت علی کو برا کہنے والے لوگ سنیں اور آئندہ اس برا کہنے سے باز رہیں، اسی لئے حضرت سعد نے جب حضرت علی کے فضائل بیان کئے تو امیر معاویہ خاموش رہے۔

اگر برا کہلوانا مقصود ہوتا تو کچھ عیوب سچے جھوٹے بنا کر آپ ہی بیان کردیتے مگر ایسا نہ کیا۔ صحابہ کرام کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہئے اور اس قسم کی روایات میں تاویل کرنا چاہئے اگر آیات و احادیث کے ظاہری معنی ہر جگہ کئے جائیں تو ہزارہا اعتراضات خود اللہ تعالیٰ پر اور تمام پیغمبروں پر ایسے وارد ہوں گے کہ مسلمان کے ایمان کا ہی خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب "قہر کبریا بر منکرین عصمت انبیاء" میں دیکھو۔

اعتراض (۹):۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے بد دعا دی۔ چنانچہ "مسلم شریف" میں عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک بار مجھے حضور نے حکم دیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ میں بلانے گیا تو وہ کھانا کھا رہے تھے، میں نے آکر یہ عرض کردیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ معاویہ کو بلاؤ جب میں گیا تو وہ کھانا ہی کھا رہے تھے، میں نے عرض کیا حضور وہ کھانا کھا رہے ہیں تو فرمایا: لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے اور حضور کی دعا بھی قبول ہے اور بد دعا بھی امیر معاویہ کو حضور کی بد دعا لگی ہے۔

جواب:۔ معترض نے اس حدیث کے سمجھنے میں غلطی کی کم از کم یہ ہی سمجھ لیا ہوتا کہ جو اخلاقِ مجسم ﷺ گالیاں دینے والوں، پتھر مارنے والوں کو بھی بد دعا نہیں دیتے وہ محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ اس موقع پر امیر معاویہ کو بلا قصور کیوں بد دعا دیتے۔ کھانا دیر تک کھانا نہ شرعی جرم ہے نہ قانونی پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا بھی نہیں کہ آپ کو سرکار بلا رہے ہیں۔ صرف دیکھ کر خاموش واپس آئے اور حضور سے واقعہ عرض کردیا۔ پھر امیر معاویہ کا یہ قصور نہ خطا اور حضور یہ بد دعا دیں یہ ناممکن ہے۔ اتنا غور کر لینے سے ہی اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

اب اپنے اعتراض کا جواب سنو محاورۂ عرب میں اس قسم کے الفاظ پیار و محبت کے موقع پر بھی بولے جاتے ہیں۔ ان سے بد دعا مقصود نہیں ہوتی۔ رب کریم فرماتا ہے: ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾ (الأحزاب: ۳۳/۷۲) ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا، بے شک انسان ظالم و جاہل ہے۔

کہئے انسان نے امانت الٰہیہ کا وہ بوجھ اٹھایا جسے آسمان و زمین اور پہاڑ نہ اٹھا سکے اور رب نے انسان کو ظالم و جاہل کا خطاب دیا۔ معلوم ہوا کہ یہاں یہ کلمات غضب کے لئے نہیں بلکہ کرم کے لئے ارشاد ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوذر کو ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: "عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِيْ ذَرٍّ" ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ کسی سے سرکار نے فرمایا